عید الفطر

—— شمس القمر قاسمی ——

انسانی فطرت ہے کہ جن ایام کے ساتھ مذہبی و ملی یا قومی و تاریخی اہمیت کا حامل کوئی واقعہ وابستہ ہو اس کو یاد رکھنے کے لئے کوئی ایسا طریقہ مقرر کیا جائے۔ جس سے ذہنوں میں اس کے احترام کی تجدید ہوتی رہے۔ اسی فطری اصول کے پیش نظر ابتدائی دور میں صرف بادشاہ کی پیدائش کے دن کو خوشی کا دن سمجھا گیا۔ کبھی کسی واقعہ کے دن کو یوم مسرت بنا لیا گیا۔ بعض دفعہ فتح و نصرت کے دن ہی کو یوم السرور اور یوم الزینۃ سے تعبیر کیا گیا۔ کسی تہذیب میں کواکب کی حرکات سے دلچسپی کے باعث نوروز شادمانی اور خوشی کا دن قرار پایا۔ غرضیکہ دنیا کی تمام مذہبی و غیر مذہبی اقوام میں کچھ ایسے ایام ضرور ہوتے ہیں جن کو وہ عزت و احترام کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے۔

ان لکل قوم عیدا "ہر قوم کے لئے ایک عید ہے"

جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد اس دن عید مناتے تھے جس دن حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت نے اس دن کو عید ب[illegible] جس دن ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ سے نجات پائی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس دن مصری حکومت کے جادوگروں کو شکست دی تھی۔ وہ مصریوں کی عید کا دن تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی امت ان کی فتح کے دن کو خوشی کا دن شمار کرتی تھی۔

حضرت یونس علیہ السلام نے جس دن مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل کی تھی۔ ان کی قوم اس

دن کو عید سمجھتی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی آرزو کے مطابق جس دن مائدہ نازل ہوا تھا۔ ان کی قوم نے اس دن عید منائی اور عیسائیت میں حضرت مسیح کا یوم ولادت بھی عید کا دن قرار پایا۔

علاوہ ازیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس دن اہل بابل کے بتوں کو توڑا وہ ان کی عید کا دن تھا۔ بنی اسرائیل کی مختلف عیدوں کا تعلق فتوحات سے تھا۔ یہود عرصہ دراز تک یوم عاشورہ کو عید مناتے رہے۔ ایران میں زردشتی تعلیمات ناپید ہو جانے کے بعد نوروز کو عید کا دن بنا لیا۔ ہندوستان میں ربیع و خریف کی فصلوں کے ساتھ ساتھ بعض دریاؤں کی پوجا اور ان میں غسل کرنے کے دنوں کو میلے اور تیوہار کے دن بنا لیا گیا۔ موسم کی تبدیلی یعنی آنے سردی اور جاتے گرمی کو تیوہار بنا کر ان کا نام ہولی اور دیوالی دکھا گیا۔ موسم بہار کی آمد پر بسنت پنچمی کے دن کو خوشی کا دن مقرر کیا گیا۔

زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب نے بھی اقوام سابقہ کی طرح عید کے دو روز مقرر کئے ہوئے تھے۔ مدینہ والے نوروز اور مہرجان کے دنوں میں عید منایا کرتے تھے۔ نوروز شمسی سال کے حساب سے سال کا وہ پہلا دن تھا جس روز سورج برج میں منتقل ہوتا تھا۔ اور مہرجان اس دن کا نام تھا۔ جس روز سورج میزان میں منتقل ہوتا تھا۔ مکہ والے اگرچہ اہلِ مدینہ کی طرح ان دنوں کو نہیں مناتے تھے۔ لیکن انہوں نے کعبہ میں داخل ہونے کے بعد چند دن مقرر کر رکھے تھے اور وہ ان دنوں کو عید سمجھتے تھے۔

منشاءِ تخلیق کائنات اور شیون الہیہ کے مظہر اتم مبعوث ہوئے تو آپ نے انسانیت کو اہمات سفلی سے نکال کر امہات علوی کے آغوش میں پروان چڑھانے کے لئے جاہلیت کے ایام عید کو یک قلم مسترد کر دیا کیونکہ یہ تفریبات رنگ رلیوں، لہو ولعب اور خرمستیوں میں گزاری جاتی تھیں۔ جن سے سفلی اور حیوانی افعال کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔

محسن انسانیت نے دور جاہلیت کے ان ایام مسرت کی جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن دیئے۔ اور اس ان تمام غلط کاریوں کو مٹا کر رکھ دیا۔ جو دیگر اقوام عالم اپنے تیوہاروں

میلوں اور تعزیبات میں کرتی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ والوں کو دیکھا کہ وہ سال میں دو دن عید مناتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہ دن لہو ولعب میں گزارتے ہیں۔ یہ دو دن ہماری مسرت اور خوشی کے دن ہیں۔ ہم ان دنوں میں کھیلتے کودتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ نے تم کو ان دونوں کے بدلے یوم الاضحیٰ و یوم الفطر عطا کر دیئے ہیں جو ان سے بہتر ہیں۔

عبداللہ بن سائب کی روایت میں ہے کہ تم لوگوں نے زمانۂ جاہلیت میں عید کے دو دن مقرر کر رکھے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی بجائے تم کو اور دو دن دیئے ہیں۔ ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحیٰ۔

حضرت ابی امامہ کی روایت ہے کہ عید الفطر نام ہے صدقۂ فطر ادا کرنے اور دوگانہ پڑھنے کا اور عید الاضحیٰ نام ہے قربانی کرنے اور دوگانہ پڑھنے کا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

"عید کے دنوں کو تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تحمید کے ساتھ زینت دیا کرو۔

اسی لئے مسلمان عید کے دن صبح اٹھ کر غسل کرتے ہیں۔ حسب توفیق نئے کپڑے پہنتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب مسلمانوں کی عید الفطر کا دن ہوتا ہے جنہوں نے ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ راتوں کو عبادت کرتے رہے۔ اور آج نمازِ عید کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتو! یہ بتاؤ کہ جس مزدور نے اپنا کام پورا کر دیا ہو اس کا کیا معاوضہ ہونا چاہیئے۔ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کا معاوضہ یہ ہے کہ اس کی اجرت اور مزدوری پوری دی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو! تم پر واضح ہو کہ میرے بندوں اور بندیوں نے اس عظیم فریضے کو ادا کیا جو میں نے ان

پر عائد کیا تھا۔ اور آج دعائیں مانگتے ہوئے نماز عید کے لئے نکلے ہیں۔ مجھے اپنی عزت و بزرگی اپنے کرم علو شان اور بلندی مرتبہ کی قسم کہ میں ان کی پکار کا ضرور جواب دوں گا۔ اور ان کی دعائیں ضرور قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ تم اپنے گھروں کو لوٹو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے اور تمہاری برائیوں کو اچھائیوں اور نیکیوں سے بدل دیا ہے"۔

عمرۃ بنت روانہؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن زمین پر نظر رحمت ڈالتا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ ان دنوں میں گھر سے نکلا کرو تاکہ تم کو اللہ کی رحمت کا نفع حاصل ہو۔

حضرت انس کی روایت ہے۔ جو شخص عیدین کی راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید کرتا ہے۔ تو اس کا دل اس دن زندہ ہو گا۔ جس دن لوگوں کے دل مر چکے ہوں گے۔

حضرت انس اور سعید بن اویس انصاری کی روایت میں ہے کہ عید کی صبح فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ امت کی طرف جائیں۔ چنانچہ وہ بکثرت گلی کوچوں کے ناکوں پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اے امت محمدؐ! اپنے پروردگار کی طرف نکلو۔ جو تھوڑے کام کو قبول کر کے بہت زیادہ مزدوری دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے "اپنے رب کی طرف چلو، جو کریم ہے۔ جو خود ہی نیک کاموں کی توفیق دیتا ہے۔ اور پھر ان میں بہت زیادہ ثواب دیتا ہے۔ تم اس کو بجا لائے۔ تم نے اپنے رب کی فرمانبرداری کی، آؤ اپنی مزدوری اور اجرت حاصل کر لو"

جب مسلمان عید گاہ میں پہنچ جاتے ہیں اور دوگانہ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں :

"جب کوئی مزدور اپنا کام کرے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے" جواب ملتا ہے۔ ایسے مزدور کی مزدوری ادا کر دی جائے۔

اس پر ارشاد ہوتا ہے۔

"اے میرے ملائکہ تم گواہ رہو میں نے رمضان کے روزوں اور راتوں کے قیام کے بدلے ان کو اپنی رضا اور مغفرت سے نواز دیا۔

پھر اپنے بندوں کی جانب متوجہ ہوکر فرماتے ہیں :

"مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم آج تم جو کچھ مجھ سے طلب کروگے اور اپنی آخرت کے متعلق جو کچھ مانگو گے وہ عطا کروں گا۔ اور دنیاوی امور میں سے جو کچھ طلب کروگے اس پر بھی ہمدردی کے ساتھ توجہ کروں گا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تمہارے عیوب کی پردہ پوشی کرونگا۔ تم کو ذلیل و رسوا نہ کروں گا۔"

"جاؤ اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ تم سب کی مغفرت کردی گئی۔ تم نے مجھ کو راضی کیا اور میں تم سے راضی ہوگیا۔"

ایک روایت میں ہے :

"پکارنے والے نے پکارا خبردار ہو جاؤ۔ تمہاری بخشش کر دی گئی۔ جاؤ اپنے گھروں کو کامیابی اور بھلائی کے ساتھ لوٹ جاؤ۔"

ایک روایت میں یوں ہے :

"میں نے تمہاری تمام خطائیں معاف کردیں۔"

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید الفطر کے دن جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند کھجوریں نہ کھا لیتے تھے۔ عید گاہ تشریف نہ لے جاتے تھے۔ اور آپ طاق کھجوریں کھاتے۔"

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن جب عید گاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے جو کام کرتے وہ یہ کہ نماز عید پڑھاتے اور پھر لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، لوگ بدستور صفوں کی شکل میں اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ آپ خطبہ میں وعظ و نصیحت فرماتے اور اللہ کے اوامر و نواہی سے آگاہ کرتے۔ تبلیغ و جہاد کے سلسلے میں کوئی لشکر یا دستہ کہیں بھیجنا ہوتا تو تیار کر کے روانہ فرماتے، اسی طرح وقت کے لحاظ سے کوئی خاص حکم دینا ہوتا تو وہ بھی دیتے۔ ان سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد آپ گھر کی طرف لوٹتے۔"

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نماز عید کے لئے عید گاہ پیدل جایا کرتے تھے۔"

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے نماز عید کے لئے عید گاہ تشریف لے جاتے اور پھر اسی راستہ سے واپس نہ لوٹتے بلکہ راستہ بدل لیتے۔"

یہ روایت بھی انہی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز مسجد ہی میں پڑھائی۔

ابن کردوس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جو لوگ مدینہ سے دور ہیں وہ سواری پر آئیں اور مدینے والے عید کی نماز کو پیدل جائیں۔ نماز کے لئے پیدل آنے میں بہت زیادہ ثواب ہے۔

ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ حضور جب گھر سے چلتے تھے تو عید گاہ تک تکبیر پڑھتے رہتے تھے۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مسلمانوں کے ہر ایک فرد، غلام و آزاد، مرد و عورت، بچے و بوڑھے پر صدقہ فطر ایک صاع جو یا کھجور مقرر کیا ہے۔ اور حکم ہے کہ اسے نماز عید سے پہلے ادا کیا جائے۔"

"حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مکہ کی گلیوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر فرض ہے وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، بچہ ہو یا بوڑھا، اور اس کی مقدار گیہوں ہو تو نصف صاع اور باقی اشیاء سے ایک صاع مقرر ہے۔"

"حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے زمین اور آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں۔ اور آسمان کی طرف اس وقت تک نہیں چڑھائے جاتے جب تک صدقہ فطر ادا نہیں ہو جاتا۔"

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر دو مقاصد کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ ایک روزوں کو فضول اور بیہودہ باتوں کے اثرات سے پاک کرنے کے لئے اور دوسرے مسکینوں اور غریبوں کو خوب اچھی طرح کھلانے پلانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز عید سے پہلے ادا کیا جائے۔ اور اگر کسی نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ صدقہ فطر

نہ ہوگا بلکہ عام صدقات کی طرح صدقہ ہوگا"

"ابن کردوس کی روایت میں ہے کہ نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دیا کرو کیونکہ صدقہ فطر کا مفروض اور مدیون ہے"

"حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں۔ مومن کی پانچ عیدیں ہیں۔ جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ اور اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ وہ اس کی عید کا دن ہے۔ جس دن مسلمان دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے جائے۔ اور مکائد شیطانی سے اس کا ایمان محفوظ رہے ۔۔۔ اس کی عید کا دن ہے۔ جس دن مسلمان دوزخ کے پل سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے۔ وہ اس کی عید ہے۔ جس دن ایک مسلمان دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائے۔ وہ اس کی عید ہے۔ اور پانچویں عید یہ ہے کہ پروردگار عالم کے دیدار اور اس کی رضا سے بہرہ یاب ہو"

حضرت علیؓ کو کسی نے عید کے دن دیکھا کہ آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں۔ دیکھنے والے نے کہا کہ اے ابوتراب! آج عید ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری عید تو اس دن ہے۔ جس دن کوئی گناہ نہ ہو۔

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے عید کے دن روتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ "یہ تو مسرت و شادمانی کا دن ہے"۔

حضرت وہب نے فرمایا "یہ خوشی کا دن اس شخص کے لئے ہے جس کے روزے قبول ہو گئے"۔

اسی مناسبت سے تو عید کے دن کا نام آسمانوں میں "یوم الجائزہ" ہے۔ یعنی انعام کا دن۔

حضرت شبلیؒ کو کسی نے عید کے دن انتہائی پریشانی کی حالت میں دیکھ کر پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا لوگ عید میں مشغول ہو کر وعید کو بھول گئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ عید کے فضائل و آداب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں عید ان لوگوں کی نہیں جو کھانے پینے میں مشغول ہو گئے ہیں۔ عید ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کیا۔

عید ان کی نہیں جنہوں نے اپنے کو عمدہ لباس سے آراستہ کر لیا۔ عید تو ان کی ہے جو خدا کی وعید سے ڈر گئے۔

عید ان کی نہیں جنہوں نے آج بہت سی خوشبوؤں کا استعمال کیا۔ عید تو ان کی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہے۔

عید ان کی نہیں جنہوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھائیں اور طرح طرح کے کھانے پکائے

عید تو ان کی ہے جنہوں نے حتی الامکان نیک بننے کا عہد کر لیا۔

عید ان کی نہیں ہے جنہوں نے دنیا کی زینتوں سے اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ عید ان کی ہے جنہوں نے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا توشہ بنا لیا۔

عید ان کی نہیں ہے جنہوں نے اعلیٰ درجے کے فرش و فروش سے اپنے مکانوں کو آراستہ کیا۔

عید تو ان کی ہے جو دوزخ کے پل سے گزر گئے۔